

خود ستائی نہیں، بلکہ خدا پر بھروسا

نمبر 3408

ایک واعظ

شائع شدہ جمعرات، 28 مئی 1914

پیش کردہ از سی۔ ایچ۔ اسپر جن

میٹرو پولیٹن ٹبی نیکل، نیوٹنگٹن میں

”اعمال سے نہیں، تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔“

افسیوں 9:2

یہ نہایت واضح ہے، اس کے مفہوم میں کوئی دھوکہ نہیں۔ ہم فضل سے نجات پاتے ہیں، نہ کہ اپنے کاموں سے۔ اس کی ایک وجہ دی گئی ہے؛ اگر ہم اپنے کاموں سے نجات پاتے تو یہ بات قدرتی اور یقینی ہوتی کہ ہم فخر کرتے۔ یہ نہایت اچھا ہے کہ رسول نے اس تعلیم کے بارے میں یہاں اور دوسری جگہوں پر اتنا صریح بیان کیا، کیونکہ لوگ اس کے خلاف ٹھوکر کھا کر اس کے کلام کی کاٹ کو ماند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خود راستبازی ہر گزے ہوئے دل کا فطری دین ہے۔ صرف خدا کا رُوح ہی کسی انسان کو یہ سچائی حقیقی طور پر قبول کرنے اور اقرار کرنے پر قادر بنا سکتا ہے۔ رسول گویا یہ عزم کیے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس کو رد کرے تو یہ اُس کی وضاحت کی کمی کے سبب نہ ہو۔ وہ نہ کناروں پر چکر لگاتا ہے، نہ گھما پھرا کر بات کرتا ہے، نہ الفاظ میں کمی بیشی کرتا ہے، بلکہ سیدھا نکتہ بیان کرتا ہے: ”تم فضل سے نجات پاتے ہو“، اور پھر وہ منفی پہلو، تلوار کا پلٹ وار بھی دیتا ہے: ”اعمال سے نہیں، تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔“

یہ مسیحیت کی پرانی بحث ہے جو ابتدا ہی سے جاری ہے۔ انجیل کے پہلے بڑے حملے یہودیت پسندوں پر ہوئے۔ وہ کہتے تھے کہ نجات رسومات اور شریعت کے کاموں سے ہے۔ ہر طرح کے طریقوں میں، کبھی سیدھے طور پر اور کبھی مکر و فریب سے، وہ مسیحی کلیسیا میں یہ خیال داخل کرنے کی کوشش کرتے کہ انسان کے اعمال میں کچھ نہ کچھ فضیلت ہے اور وہ کسی حد تک اُس کی نجات میں حصہ دار ہیں۔

رسول اس باریک مگر خطرناک بدعت کا نہایت مضبوط مخالف تھا۔ اُس کا خط رومیوں کو، اُس کا خط گلیٹیوں کو، اُس کا خط افسیوں کو، بلکہ اُس کی تمام تحریریں گویا توپ خانے کی مانند ہیں جو سامنے لا کر یہ دھکتا ہوا گولہ داغتی ہیں کہ نجات شریعت کے کاموں سے نہیں۔ جیسا کہ وہ کہتا ہے: ”شریعت کے کاموں سے کوئی بشر راستباز نہ ٹھہرے گا، کیونکہ شریعت سے تو گناہ کا پہچان ہے۔“

بعد ازاں مسیحی کلیسیا کی تاریخ میں یہی پرانا معرکہ مارتن لوتھر اور اُس کے رفیق مصلحین نے رومی کلیسیا کے خلاف نہایت شدت سے لڑا۔ تم یہ نہ سمجھو کہ پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک کے درمیان اصل اختلاف یہ ہے کہ ہم روم کے اُس معزز بزرگ کی فرمانبرداری کریں یا نہ کریں، یا یہ کہ ہمارے خادم نیلا، سرخ اور باریک کتان کا لباس پہنیں یا عام کپڑا جیسے ہم پہنتے ہیں۔ یہ چھوٹی باتیں بطور ظاہری علامتیں اہمیت رکھ سکتی ہیں، مگر یہ اصل تنازعہ نہیں۔ یہ تو محض اُس جھگڑے کا چھلکا ہیں۔

حقیقی جنگ کا مرکز یہ ہے: کیا انسان اعمال سے نجات پاتے ہیں یا فضل سے؟ جتنے بھی مصلحین نے رومی کلیسیا کی رسومات، خانقاہوں، کابنوں اور اُن کے لباس، تہواروں اور تقریبات کو بدلنے کی کوشش کی، وہ محض اُس زہریلے پرانے درخت کی چند بیرونی شاخیں کاٹنے میں مشغول رہے؛ مگر جب لوتھر اپنی قید سے تازہ تازہ نکلا اور اُس کی آنکھ میں یہ روشنی چمک رہی تھی کہ ”ہم ایمان سے راستباز ٹھہرتے ہیں“، تو اُس نے کلہاڑا اُس درخت کی جڑ پر رکھ دیا۔

پوپیت کو گرانے کے لیے اور کچھ درکار نہیں، سوائے اس ایک سچائی کی مسلسل منادی کے: ”یہ اُس کے چاہنے والے یا دوڑنے والے سے نہیں، بلکہ خدا کے رحم کرنے والے سے ہے“؛ کیونکہ نجات نہ انسان کی ہے، نہ انسان کے وسیلہ سے، بلکہ خداوند کی ہے، اور یہ اُن سب کو دی جاتی ہے جو اپنے پورے دل سے خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ درحقیقت، یہی وہ مستقل تنازعہ ہے جو آج تک باقی ہے اور جس کے سامنے باقی سب جھگڑے بے معنی ہو جاتے ہیں۔

دُنیا اب بھی یہ خیال رکھتی ہے کہ وہ اپنے کاموں سے نجات پائے گی۔ لیکن خدا کے برگزیدہ، جو اپنی راستبازی سے عاری ہیں اور مسیح کی راستبازی کو پہن لیتے ہیں، ہر ایک اپنی تلوار کمر سے باندھے اور ڈھال ہاتھ میں لیے اس ایک سچائی کے لیے، اس حیات بخش سچائی کے لیے کھڑے ہیں۔ اے بھائیو، اس کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو اپنا خون بہانے کو تیار رہنا چاہیے۔

اس سچائی کو مٹانا یا چھپانا ایسا ہوگا جیسے اُس چراغ کو بجھانا جو اِس تاریک دُنیا کو روشن کرتا ہے، اُس مرہم کو چھین لینا جو زمین کے زخموں کو شفا دیتا ہے، اور اُس دوا کو برباد کرنا جو بنی نوع انسان کی بیماریوں کا علاج ہے۔ ”ایمان سے راستباز“ ٹھہرے، فضل سے نجات پائے، اعمال سے نہیں، تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔

پس اِس وقت ہم مختصراً غور کریں گے: ایک بڑی نفی—”اعمال سے نہیں“، ایک بڑی وجہ—”تاکہ کوئی فخر نہ کرے“، اور پھر اِس بڑے مضمون پر چند خیالات بے ترتیب طور پر شامل کریں گے۔

I

۔“ ایک بڑی نفی—”اعمال سے نہیں

پس اے بھائیو، یہ نجات اعمال کی راہ سے نہ ہو سکتی، کیونکہ وہ راہ آزمائی جا چکی اور بالکل ناکام ثابت ہوئی۔ آدم کو باغ عدن میں ایسی حالت میں رکھا گیا جو اُس کی خوشی کے لیے نہایت موافق تھی۔ وہ شریعت جو اُس کی آزمائش کے لیے تھی نہایت سادہ تھی۔ صرف ایک ہی حکم پر مشتمل تھی: ”نیکی اور بدی کے علم کے درخت سے نہ کھانا۔“ آدم، جیسا کہ ہم ہیں، گناہ آلود فطرت کا حامل نہ تھا، اُس کی ساخت میں گناہ کی کوئی میلان نہ تھی، وہ پاک اور کامل تھا، اُس کی فہم متوازن تھی، اور نہ کسی طرف جھکاؤ تھا۔ اُس نے کبھی گناہ نہ کیا تھا، اور اُسے کبھی گناہ کرنے کی حاجت نہ تھی۔

میرے نزدیک اُسے گناہ کرنے سے کچھ حاصل نہ ہونا تھا۔ اُس کا فردوس کامل تھا، جیسا کہ ممکن ہو سکتا تھا۔ خُدا نے اُسے ہر وہ چیز بخشی تھی جو اُسے بھرپور خوش رکھنے کے لیے ضروری تھی۔ مگر ایسی حالت میں، جو بنی نوع انسان کے لیے سب سے زیادہ موافق تھی، اعمال کی راہ سے خُدا کے حضور مقبول ہونا نہایت افسوسناک طور پر ٹوٹ گیا۔ چاہے وہ امتحان کا عرصہ مختصر تھا یا طویل—ہم نہیں کہتے، کیونکہ جہاں کتاب مقدس خاموش ہے وہاں بولنا حماقت ہے—لیکن یہ بات یقینی ہے کہ جب آزمائش آئی، تو وہ گر پڑا، کیونکہ عورت نے پھل لیا اور آدم نے بھی اُس میں سے کھایا۔

پس اعمال کے وسیلہ مقبولیت مٹنے کے برتن کی مانند ہو گئی جو لوہے کے عصا سے ٹوٹ گیا۔ انسان نے کمال کی راہ آزما کر دیکھ لی، اور نتیجہ نہایت کڑوا تھا۔ اے آدم کے فرزندو، مایوس ہو جاؤ، کیونکہ جہاں تمہارا باپ گرا، حالانکہ وہ ابھی تک آلودہ نہ ہوا تھا، تم وہاں ہرگز نہ ٹھہر سکو گے، تم جو کجی پر مائل ارادہ رکھتے ہو، جن کے تصورات گناہ میں لذت کا نقشہ بناتے ہیں، جن کی فہم اندرونی فساد، بری مثال کے اثر اور حالات کے دباؤ سے بگڑ چکی ہے—یہ نہ سمجھو کہ تم اُس جگہ قائم رہ سکتے ہو جہاں کامل آدم گر گیا۔ اُمید نہ رکھو کہ تم فردوس کے پھاٹک سے لوٹ کر داخل ہو سکو گے، کیونکہ کروبی اب بھی وہاں کھڑا ہے اور اُس کی دہکتی ہوئی تلوار اب بھی پھر رہی ہے، اور آئندہ کوئی بشر اپنے اعمال سے نجات نہ پائے گا۔

اعمال کی راہ ہمارے لیے سراسر ناموزوں ہے۔ یہ نہ صرف بے ثمر ہے—جیسا کہ ثابت ہو چکا—بلکہ ناممکن بھی ہے۔ جو کام محال ہو اُسے پیش کرنا عبث ہے۔ تم اُس شخص کو جس کے پاؤں نہ ہوں چلنے کا حکم نہیں دے سکتے، یا اُس کو جس کی آنکھیں نہ ہوں رنگ پہچاننے کا حکم نہیں دے سکتے۔ یہ ایسی ہی حماقت ہے جیسے کسی مجرم کو عزت و بزرگی حاصل کرنے کی سفارش کرنا۔

خُدا کے حضور کسی کو بھی کمال کے لائق ہونا ممکن نہیں، کیونکہ سب نے اعترافاً گناہ کیا ہے۔ ہمارا حالیہ مقام ہمیں آئندہ کے انعامات کے لیے امیدوار بننے سے روکتا ہے۔ ہم اس پرانے گناہ کو کس طرح مٹا سکتے ہیں؟ وہ اب بھی موجود ہے۔ فرض کرو کہ ہم آج سے اپنی موت تک ایک بھی قصور کیے بغیر خُدا کی فرمانبرداری کریں، تو بھی ہم نے صرف وہی کیا ہوگا جو ہمارا فرض تھا، اور جس کی ہم سے توقع کرنا خُدا کا حق تھا۔ اس میں کوئی زائد بچت نہ ہوگی، کوئی ایسا اجر نہ ہوگا جو ہمارے سابقہ قرض کو گھٹا سکے؛ ہم نے صرف موجودہ حساب ادا کیا ہوگا، اگر یہ ممکن بھی ہو۔ مگر پرانا قرض اپنی جگہ باقی رہے گا۔

اُس پرانے حساب کو کون چکائے گا؟ کوئی کہتا ہے، ”ہم مسیح کی طرف رجوع کرتے ہیں۔“ نہیں، نہیں، جناب، اگر نجات اعمال سے ہے تو پھر آپ کو اعمال ہی پر قائم رہنا ہوگا، کیونکہ رسول نے رومیوں کے گیارہویں باب میں یہ قاعدہ بیان کیا ہے: ”اگر فضل سے ہے تو پھر اعمال سے نہیں، اور اگر اعمال سے ہے تو پھر فضل سے نہیں۔“ یہ دو اصول ہیں جو کبھی یکجا نہیں ہو سکتے؛ تم جسے چاہو اختیار کر لو۔ یہ تیل اور پانی کی مانند ہیں، بلکہ آگ اور پانی کی مانند، جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ اگر مسیح تمہیں بجائے گا تو وہ یہ کام بالکل تنہا کرے گا۔ وہ کبھی تمہاری کمی پوری کرنے کے لیے نہیں آیا۔ وہ ہرگز یہ برداشت نہ کرے گا کہ تم نجات کے جلال میں اُس کے ساتھ شریک ہو۔

خُدا ہر شخص سے کامل زندگی کا تقاضا کرتا ہے، اور چونکہ سب نے گناہ کیا ہے، ہم اُسے کامل زندگی نہیں دے سکتے۔ اگر تم نے ایک برتن میں بال ڈال دیا ہے، تو چاہے اُسے دوبارہ نہ توڑو، وہ پہلے ہی عیب دار ہے۔ تم کہو گے، ”یہ تو صرف ایک

چھوٹے سے حصے میں ہے۔“ ہاں، مگر اگر ایک زنجیر کا صرف ایک حلقہ بھی ٹوٹ جائے جو کان کن کو زمین کی گہرائی سے اوپر کھینچتی ہے، تو وہ ایک ہی حلقہ اُس کی ہلاکت کے لیے کافی ہے۔

اگر تم اعمال سے نجات پانا چاہتے ہو، تو تمہیں بالکل کامل ہونا ہوگا، کیونکہ خُدا کی عدالت کے مطابق وہ اپنے مخلوق سے کامل فرمانبرداری کے سوا کچھ قبول نہیں کرتا۔ کیا تم یہ کر سکتے ہو؟ اگر تم خود کو جانتے ہو، تو تم کہو گے: ”ہم نہیں کر سکتے۔“ تم اُن شعلوں کو دیکھو گے جو موسیٰ نے دیکھے جب کوہ سینا آگ سے جل رہا تھا، اور تم کانپ اٹھو گے اور مایوس ہو جاؤ گے کہ کبھی اس راہ سے نجات پا سکو۔

پھر بھی، جبکہ یہ راہ بے ثمر اور ناموزوں ثابت ہوئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص سچائی سے اس کو آزمانے کی ہمت نہیں کرتا۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جو لوگ نیک اعمال کی سب سے زیادہ باتیں کرتے ہیں، وہی اپنے ذکر کے لیے سب سے کم نیک اعمال رکھتے ہیں۔ جیسے چھوٹے بیویاری اپنی تھوڑی سی جنس بیچنے کے لیے شور مچاتے ہیں، جبکہ قیمتی جواہرات کا سوداگر خاموش بیٹھتا ہے، کیونکہ اُس کے پاس بیش قیمت خزانہ ہے۔

نیک اعمال پر زور دینے والے اکثر بدنام ٹھکانوں سے نکلتے ہیں۔ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اُن کے خیالات اُن کے اعمال سے بہتر ہیں—اور واقعی ہونے بھی چاہئیں! میں نے دیکھا ہے کہ وہ اپنے کالے اور داغ دار ہاتھ انجیل مسیح پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: ”یہ عیاشی کی طرف لے جاتی ہے۔“ افسوس، جناب، تمہیں اس کے قریب بھی نہیں آنا چاہیے، کیونکہ تم عیاشی کو اس کے بغیر بھی جلدی پا سکتے ہو! پاک دل انجیل میں خُدا کو دیکھتے ہیں، اور اُس کے جلال کے آگے اپنے چہرے ڈھانپتے اور سجدہ کرتے ہیں۔

ہاں! میں اخلاقیات پر ضرور زور دے سکتا ہوں، مگر نجات کی راہ کے طور پر نہیں؛ ورنہ نتیجہ کیا ہوگا؟ ڈاکٹر چالمرز نے اپنی زندگی کے ابتدائی حصے میں کہا: ”میں نے پریزگاری کی تبلیغ کی یہاں تک کہ میرے پیرو شراب نوش بن گئے، میں نے دیانت کی تبلیغ کی اور چور پیدا کیے؛ جتنا میں انسان کے فرائض پر زور دیتا، اتنا ہی وہ بدی کرتے۔“ یہ اُس کے اپنے اقرار کا مفہوم تھا جب اُس نے انجیل کی پاک سچائی کو پڑھا اور پورے دل سے اُس کی منادی شروع کی۔

یہی حال ہر انسان کا ہے، اور شاید ہمیشہ ایسا ہی رہے۔ خشک مضامین فرض شناسی پر ایسے بہہ جاتے ہیں جیسے تیل سنگ مرمر پر بہسلتا ہے، لیکن خُدا کے فضل کی انجیل کی منادی—جو بڑے سے بڑا گنہگار معاف کرتی ہے—انسان کو یسوع کی طرف کھینچتی ہے، اُس کے دل کو توڑتی ہے، اُسے گناہ سے نفرت سکھاتی ہے، اُس کی اصلاح کرتی ہے، اُسے مقدس بناتی ہے، اور اُس کی مدد کرتی ہے کہ آخر تک قائم رہے۔

اعمال سے نہیں،“ متن یہی کہتا ہے—اور ہم پھر اسی پر لوٹ آتے ہیں۔ اگر نجات اعمال سے ہوتی، اور اسی طرح حاصل کی جا سکتی، تو سنو! کلوری کی قربانی بیکار ہوتی، مسیح کا صلیب پر کام—اُس کے سارے عجائبات کے ساتھ—خُدا کی طرف سے غیر ضروری ہوتا، فدیہ کا کام ہمارے لیے ہنسی کا باعث ہوتا۔

کیا کوئی نجات نہیں، یا بے مگر کسی اور طریقے سے؟ کیا خُدا کو نیچے آ کر انسان کی صورت اختیار کرنی پڑتی، اور اُس صورت میں مسیح کو موت تک دکھ سہنا پڑتا، اور یہ سب کچھ بے فائدہ ہوتا—کیونکہ بات تو یہی بنتی ہے! اگر انسان خود کو بچا سکتا ہے، تو اے فرشتو، تمہارے کرسمس کے نغمے خاموش ہو جائیں! تمہاری وہ نگاہیں اور حیرت انگیز تعجب، جب تم جلال کے خُداوند کو جسم میں ظاہر ہوتے دیکھتے ہو، سب بے معنی ہو جاتے! کیا ضرورت تھی کہ انبیا برہ خُدا کی خبر دیتے اور ہمیں اُس لا محدود قربانی کی طرف اشارہ کرتے؟ کیا ضرورت تھی کہ یسوع کانٹوں کا تاج پہنتا اور ہمارے لیے اپنا سر جھکا کر جان دیتا؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اپنی قوت سے آسمان تک پہنچ سکتے ہیں اور اپنے کمال سے اپنے آپ کو مبارکوں میں جگہ دے سکتے ہیں۔ صاحبان، میں کس بات کو سچ مانوں—یہ کہ خُدا نے ایک ایسا کام کیا جو کرنا ضروری نہ تھا، یا یہ کہ تم مہلک دھوکے میں مبتلا ہو؟ ”خُدا سچا ٹھہرے اور ہر انسان جھوٹا۔“ آسمان تک پہنچنے کی کوئی راہ صلیب کے سوا نہیں۔

”اگر تمہاری غیرت کو کبھی ماندگی نہ ہو“
اور تمہارے آنسو ہمیشہ بہتے رہیں
تو بھی سب گناہ کا کفارہ نہ ہو سکے گا
”مسیح ہی نجات دے سکتا ہے، اور مسیح ہی اکیلا۔“

وہ لوگ جو اعمال سے نجات کا سب سے زیادہ دم بھرتے ہیں—خواہ وہ اس کا اقرار کریں یا نہ کریں—درحقیقت تقدس کے معیار کو نیچا کرتے ہیں اور خُدا کی شریعت کے جلال کو گھٹا دیتے ہیں۔ جب تم ان کو پرکھنے لگو، تو وہی پرانی کہانی جو وائٹ فیلڈ

اور جان واٹوا نے بڑی دلیری سے ”سیکسن اطاعت“ کے نام سے ردّ کی، وہی خود راست باز آدمی کے عقیدے کا خلاصہ نکلتی ہے۔ وہ کہتا ہے: ”خیر، میں یہ مانتا ہوں کہ ساری شریعت پر عمل نہیں کر سکتا۔ خیالات میں، اعمال میں، اور کلام میں بالکل ”پاک صاف نہیں رہ سکتا، مگر میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔“

اب یہ اور کیا ہے سوائے اس کے کہ چونکہ تم خدا کی شریعت تک نہیں پہنچ سکتے، اس لئے اُس شریعت کو ہی نیچا کر دو؟ کیا قادر مطلق خدا تمہاری شرطوں پر نیچے اُترے گا؟ کیا تم اُس سے سودا کرنا چاہتے ہو؟ کیا تمہارے ناتواں تین پانوں اُس کی الہی شریعت کو مطمئن کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! مسیح فرماتا ہے: ”آسمان اور زمین ٹل جائیں گے، مگر شریعت کا ایک نقطہ یا ایک شوشہ بھی ٹل نہ جائے گا۔“ یہ وہی کلام ہے جو سینائی سے سنایا گیا: ”ملعون ہے ہر وہ شخص جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہوئی سب باتوں پر عمل کرنے میں قائم نہ رہے۔“ خدا ادھورا معاوضہ کبھی قبول نہ کرے گا۔

اے صاحبو! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ پاکیزگی ایک بالکل مختلف شے ہے اُس اخلاقیات سے، جس پر بعض لوگ ناز کرتے ہیں۔ میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ کچھ لوگ جس اخلاق کا چرچا کرتے ہیں، اُسے سن کر میرا سانس رکنے لگتا ہے۔ وہ ڈھیلی زبانیں جو نہایت روانی سے انجیل کے خلاف یہ کہتی ہیں کہ گویا وہ بے راہ روی کو بڑھاتی ہے۔ اگر وہ ایک بار یہ پکار اٹھیں: ”اے خدا! ہم گنہگاروں پر رحم کر۔“ تو اپنی اصل جگہ کے قریب آ جائیں۔ وہ لوگ جو روز بروز کھلی آنکھوں عام فضیلت کی توہین میں گناہ کرتے ہیں، یوں گفتگو کرتے ہیں گویا اپنی تمام خواہشوں میں پاک، اپنے تمام خیالات میں مقدس، اور اپنی ساری زندگی میں بے عیب ہیں۔

نہیں، ہرگز نہیں! خدا کی پاکیزگی کچھ اور ہی شاندار اور جلیل تر ہے جتنا تم اور میں کبھی سوچ بھی سکتے ہیں۔ ہم اُس تک اپنے اعمال سے نہیں پہنچ سکتے، کیونکہ وہ سب داغ دار، دھندلے، بگڑے اور چاک ہیں، جیسے کسی انڈی کمہار کے پہیے پر بگڑے ہوئے نقش؛ اور ہم جیتے جاگتے خدا کے حضور انہیں پیش کرنے کی جرات نہیں کر سکتے۔

II

ایک عظیم وجہ بیان کی گئی ہے—چند الفاظ میں—”اعمال کے سبب سے نہیں، تاکہ کوئی فخر نہ کرے اگر کوئی آدمی اپنے ہی : اعمال کے وسیلہ آسمان تک پہنچ سکتا، تو وہ کیسا شیخی باز اور خودبین نہ ہوتا! میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ زمین پر ہی اس کا اظہار کرنے لگتا۔ اس کا حال یہ ہوتا کہ جب وہ سنتا کہ خدا نے اپنی رحمت میں کسی بڑے گنہگار کو بخشا ہے، اور اس پر آسمان میں خوشی ہے، تو وہ کہتا، ”میں تو ایسی مسرت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ میں نے کبھی اُس کے احکام کو نہ توڑا، اور اپنے آپ کو سختی سے باندھے رکھا، مگر اس کا کچھ خاص فرح حاصل نہیں ہوا۔ یہ شخص جو فسق و فجور میں گرا رہا، بچا لیا“ گیا ہے؟ مجھے یہ پسند نہیں۔

تم جانتے ہو کہ یہ کہانی انجیل لوقا میں کہاں لکھی ہے: ”وہ غصہ ہوا اور اندر نہ جانا چاہا؛ پس اُس کا باپ باہر آ کر اُس سے منت کرنے لگا۔ اُس نے جواب میں اپنے باپ سے کہا، دیکھ، میں نے اتنے برس تیری خدمت کی اور کبھی تیرا حکم نہ توڑا، تو بھی تُو نے مجھے کبھی ایک بکری کا بچہ نہ دیا تاکہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی مناتا۔ مگر جیسے ہی یہ تیرا بیٹا آیا جس نے تیری جائداد حرام کار عورتوں کے ساتھ اڑا دی، تُو نے اُس کے لیے فریہ بچھڑا دیا۔“ یہ کیسا بیٹے کا نمونہ ہے! مگر یہی ”اُس شخص کی تصویر ہے جو یہ سمجھے کہ ”میں خدا کا کچھ قرضدار نہیں، سب کچھ اپنی نیکی سے پایا ہے۔“

ایسا شخص کلیسیا میں کیسا ناگوار نہ ہوگا! میں تو ایسا شخص اپنی جماعت میں شامل کرنے سے سخت پرہیز کروں۔ کیوں کہ وہ گنہگار جو صرف فضل سے بچائے گئے ہیں، اور جن کے پاس فخر کرنے کو کچھ نہیں، ایسے خودبین شخص کے ساتھ کیونکر سکون پائیں گے؟ ایسی حضوری کلیسیا کی ہم آہنگی کو بگاڑ دے گی؛ اور یا تو ہم ان کو بت پرستی کے مانند عظیم سمجھنے لگیں گے، یا نفرت کریں گے۔ جو بھی ہو، وہ ہمارے درمیان اجنبی رہیں گے۔

اور آسمان میں وہ کیا کریں گے؟ وہاں سب ارواح یہ گیت گاتی ہیں: ”ہم نے اپنے جامے بڑے خون میں دھو کر سفید کیے ہیں۔“ مگر یہ کہیں گے، ”ہم نے اپنے جامے خود سفید رکھے۔“ جب مخلصی پانے والے اپنے تاج اُس کے پاؤں میں ڈالیں گے، تو یہ اپنی گردن بلند کر کے اپنے تاج سنبھال رکھیں گے اور کہیں گے، ”ہم نے خود جیتا ہے، اور ہمیں اس کا پورا حق ہے۔“ یہ آسمان کی کامل ہم آہنگی کو بگاڑ دے گا، اور ایسی بے ترتیبی پیدا کرے گا جو سقوطِ آدم کے بعد کائنات نے کبھی نہ دیکھی۔ نہیں، ہرگز نہیں! ”اعمال سے نہیں، تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔“

کیا میں کسی کو یہ کہتے سنتا ہوں: ”ہم یہ نہیں کہتے کہ انسان بالکل ہی اعمال سے بچایا جاتا ہے، بلکہ کچھ خدا کے فضل سے اور کچھ اپنے اعمال سے۔“ اچھا، ایک لمحہ کے لیے فرض کر لیتے ہیں کہ ایسا عجیب مخلوط مقدس پیدا کیا جا سکتا ہے — آدھا فضل، آدھا عمل۔ تو سوال یہ ہے کہ دونوں کی مقدار کیا ہو؟ آدھا عمل؟ پھر اُن کا کیا جو آدھے سے کچھ کم رکھتے ہیں؟ یا ایک چوتھائی عمل اور باقی فضل؟ یا کوئی تین چوتھائی عمل پر، کوئی نصف پر، کوئی صرف آٹھواں حصہ پر؟ تمہیں سب کو ترتیب دینا پڑے گا، اور یقین کرو کہ جتنا حصہ کسی کے اعمال کا ہوگا، اتنا ہی وہ فخر کرے گا۔ میں بھی کرتا، اور یہ قابلِ ملامت نہ

سمجھتا۔ میں کہتا، ”دیکھو، میں نصف اپنے اعمال سے بچا ہوں۔ یہ دوسرے ایمان دار مسیح پر تو سراسر فضل سے بچے ہیں، مگر میں نے اپنی کوشش سے نصف حصہ کمایا۔ میں اپنا تاج تھوڑا سا اونچا رکھ سکتا ہوں، اور مان سکتا ہوں کہ مجھے کچھ ”مدد ملی، مگر اسے اُس کے قدموں میں پھینکنے کا سوال ہی نہیں۔“

میں نیولین کو اس دن اچھا سمجھتا ہوں جب اُس نے اپنی تاجبوشی میں تاج خود اپنے سر پر رکھا۔ اگر یہ اُس کا حق تھا تو کیوں نہ لیتا؟ اور اگر تم آدھا فضل اور آدھا عمل سے آسمان پہنچے، تو کہو گے، ”کفارہ نے مجھے کچھ فائدہ دیا، مگر میری راستی“ نے کہیں زیادہ فائدہ دیا۔

کیا یہ تمہیں طنزیہ لگتا ہے؟ مان لو کہ ہے۔ اگر میرے لیے ممکن ہوتا کہ انسانی خودبرتتری کے اس خیال کو دنیا بھر میں فٹبال کی طرح ٹھوکر مارتا، یا اسے ذلت کے ستون پر باندھ کر غلاظت سے پتھراؤ کرتا، تو مجھے لگتا کہ رسول پولس میرے ساتھ کھڑا ہے اور کہتا ہے، ”جو چیزیں میرے لیے نفع تھیں، انہیں میں نے مسیح کے واسطے نقصان جانا۔ بلکہ میں سب چیزوں کو نقصان جانتا ہوں، اس بڑی خوبی کے سبب کہ میں اپنے خداوند یسوع مسیح کو پہچانوں۔“ اور وہ اپنی راستبازی کے حق میں کہتا، ”میں اُسے گوہر جانتا ہوں تاکہ مسیح کو حاصل کروں، اور اُس میں پایا جاؤں۔“ وہ اس سے سخت اور ذلیل تشبیہ نہ دے سکتا تھا، نہ ہی ایسی جو خود راستبازی کی ہر صورت سے زیادہ نفرت کا اظہار کرتی۔ ”تاکہ کوئی فخر نہ کرے“ — یہ ایک قوی اور کافی وجہ ہے کہ نجات اعمال سے نہ ہو۔

III

بے ترتیب چند خیالات، مگر میری اُمید ہے کہ وہ تمہاری توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیں گے اور تمہارے حافظہ میں ثبت — رہیں گے۔

بعض کہتے ہیں — اور میں جانتا ہوں کہ یہ ایک عام رائے ہے — کہ گنہگاروں کے بارے میں یہ گفتگو کہ وہ جیسے ہیں ویسے ہی مسیح کے پاس آئیں، اور اپنی نجات کے لئے صرف اُسی پر بھروسا رکھیں، نہایت خطرناک ہے۔ معزز سمجھے جانے والے لوگ، اور وہ جو اپنے آپ کو نقاد بننے کے لائق گمان کرتے ہیں، اکثر ایسی ہی بات کہتے ہیں، کہ ”یہ بہت خطرناک ہے۔“

پس آئے میرے عزیزو، اگر تم ایک لمحہ سننے کی زحمت گوارا کرو، تو میں تمہیں یاد دلاؤں کہ نہ تمہارا اور نہ میرا کوئی اختیار ہے کہ ہم انجیل بنائیں۔ ہم سوچ سکتے ہیں کہ انجیل ایسی ہونی چاہئے یا ویسی، مگر اس سے حقیقت نہیں بدلتی۔ اور اگر میں یا تم یہ سمجھیں کہ فلاں تعلیم نہایت خطرناک ہے، تو نہ اس سے وہ سچ ہو جاتی ہے اور نہ جھوٹ، کیونکہ آخر کار دین کے تمام معاملات میں نہ تمہاری رائے فیصلہ کن ہے، نہ میری۔ وہاں ہم دونوں برابر کھڑے ہیں — تم ایک سوچ رکھتے ہو، میں دوسری — مگر فیصلہ کرنے والا ایک ہی ہے، وہ منصفِ برحق، جو اُس جھگڑے کا خاتمہ کرتا ہے جہاں عقل اور دانائی ناکام ہو جاتی ہیں۔

اصل سوال یہ ہے: ”کتاب مقدس کیا فرماتی ہے؟ یہ قدیم کتاب کیا کہتی ہے؟“ اگر یہ نہیں سکھاتی کہ گنہگار کی نجات بالکل فضل سے ہے اور اعمال سے نہیں، تو پھر یہ کچھ بھی نہیں سکھاتی، اور کسی بھی زبان میں کوئی لفظ کچھ معنی نہیں رکھتا۔ مجھے تو یہ ماننے پر مجبور کرنا پڑے گا کہ سیاہ سفید ہے، اور یہ کہ خدا نے عمداً اور ارادۂ ایک کتاب لکھی ہے تاکہ ہمیں دھوکہ دے — قبل اس کے کہ میں یہ مان لوں کہ نجات اعمال سے ہے۔ کیونکہ اس باب میں جو بیانات ہیں وہ نہ تو تھوڑے ہیں، نہ اتفاقی، نہ ابہام سے بھرے ہوئے، نہ ہی محض تمثیلی؛ بلکہ وہ صاف، سادہ اور بالکل واضح ہیں۔

میں ہر اُس شخص کو چیلنج کرتا ہوں — میں یہ نہیں کہتا کہ ہر عالمِ دین کو — بلکہ ہر اُس خردمند کو جو بائبل پڑھ سکتا ہے، خواہ وہ ہماری ترجمہ شدہ کتاب کو استعمال کرے یا اصل زبان کو ترجیح دے — اگر وہ ایمانداری سے پڑھے، تو پولس رسول کے خطوں سے وہ اس نتیجہ کے سوا کسی اور نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ نجات مسیح کے فضل اور اُس کے کمالات پر ایمان کے وسیلہ سے ہے، نہ کہ شریعت کے اعمال سے۔ اور یہ بات اس بحث کو ہمیشہ کے لیے طے کر دینی چاہئے۔

میں تم سے نہیں چاہتا کہ میری بات پر دھیان دو، میرا قول یا میرا دعویٰ کچھ وقعت نہیں رکھتا؛ یہ تو خدا کی کتاب میں لکھا ہے، اور اگر تم اسے جھٹلاؤ تو اُس کا وبال تمہارے ہی سر ہوگا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ”مجھے پچھلی رات تمہارا وعظ پسند نہ

آیا۔“ اُس نے پوچھا: ”کس بات میں پسند نہ آیا؟“ جواب دیا: ”مجھے یہ پسند نہ آیا کہ تم نے گنہگاروں کو نجات کی پیشکش کی۔“ اُس نے کہا: ”یہ بات مجھ سے نہیں بلکہ میرے آقا سے ہے، تمہیں یہ معاملہ اُس کے ساتھ طے کرنا ہوگا۔ میں عقائد گھڑنے والا نہیں، میرا کام تو یہی ہے کہ جیسا کلام میں نے کتاب میں پایا ہے ویسا ہی تم تک پہنچاؤں۔ اگر تمہیں پسند نہ آئے تو تم اسے رد کر سکتے ہو، مگر اپنے خطرہ پر۔“ میں سب سے کہتا ہوں—اپنی جان کو ضائع نہ کرو۔

ہم سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس چیز کو لوگ اس دنیا میں ”نیک اعمال“ کہتے ہیں، وہ اکثر خدا کے نزدیک نیک نہیں ہوتے۔ نیک عمل کیا ہے؟ میں کہوں گا کہ وہ عمل جس میں خود غرضی کی آمیزش ہو، نیک نہیں۔ اگر کوئی شخص بظاہر نیک ہو مگر مقصد اپنی ہی بھلائی ہو، تو اُس کی نیکی باطل ہو جاتی ہے۔ جو خدا کی خدمت محض اپنی خدمت کے لیے کرے، وہ دراصل خدا کا خادم نہیں۔ جب تک خودی کا انکار نہ ہو، سچی نیکی پیدا نہیں ہوتی۔

دعا کرنا اچھا یا برا ہو سکتا ہے، یہ دل کی حالت پر منحصر ہے۔ کلیسیا میں آنا، یا محتاج کو خیرات دینا، یہ سب کچھ دل کی نیت پر موقوف ہے۔ اگر مقصد فاسد اور خواہش ناپاک ہو، تو اعمال کا ماخذ خراب ہے، اور خدا کے نزدیک وہ اعمال نیک نہیں سمجھے جاتے۔ کیا تم نے کبھی غور کیا کہ اعمال کی قدر کا اصل معیار دل ہے؟

سچی اور اعلیٰ نیکی وہ ہے جو محبت سے پھوٹے—سچی محبت خدا سے۔ یہ محبت اُس شخص میں پیدا نہیں ہوتی جو مسیح کو رد کرتا ہے۔ وہ خوف سے خدمت کرتا ہے، محبت سے نہیں۔ لیکن جب دل مسیح پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ خدا سے محبت کرنے لگتا ہے، اور اُس کی خدمت خوشی اور لذت کا باعث بن جاتی ہے۔ وہ شخص جو کہتا ہے ”میں اعمال سے نہیں بچا“، اکثر اُن سے بھی زیادہ سرگرم عمل ہوتا ہے جو اپنے اعمال سے بچنے کی امید رکھتے ہیں—اور اُس کے اعمال میں محبت کی تاثیر شامل ہوتی ہے، جو انہیں حقیقی روحانی قدر بخشی ہے۔

ہم جب فضل سے نجات کی منادی کرتے ہیں تو اخلاق کو کم نہیں کرتے بلکہ اُس کو بلند کرتے ہیں۔ جیسے ایک شفاخانہ جو سب مریضوں کے لیے مفت ہے، مگر شہر میں یہ غلط فہمی پھیلی ہو کہ وہاں صرف وہی داخل ہو سکتا ہے جو خود کو پہلے کچھ صحت مند کر لے۔ میں اگر مریضوں کو جا کر کہوں کہ تم اپنی بیماری سمیت آؤ، کیونکہ یہی تمہاری داخلہ کی شرط ہے، تو کیا میں صحت کی توہین کر رہا ہوں؟ ہرگز نہیں—بلکہ میں جھوٹی صحت کے فریب کو توڑ رہا ہوں، تاکہ لوگ حقیقی شفا پائیں۔

اگر ہم تمہیں مسیح کے پاس بلانیں اور پھر کہیں کہ تم پہلے کی طرح گناہ میں زندگی گزار سکتے ہو، تو ہم سزا کے لائق ہوں گے۔ مگر جب ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ مسیح طبیب ہے، اور اُس کی کلیسیا شفاخانہ ہے، اور وہ تمہیں گناہ میں ہوتے ہوئے بھی شفا دے سکتا ہے، تو ہم تمہاری اخلاقیات کو نہیں گراتے بلکہ یہ بتاتے ہیں کہ مسیح کے بغیر تمہاری نیکی محض دھوکہ ہے۔

یہ اٹل حقیقت ہے کہ ایمان سے راستبازی کی تعلیم نے پاکیزہ زندگی پیدا کی، مگر اعمال سے نجات کے دعوے نے اکثر بدی کو جنم دیا۔ جو سمجھتے ہیں کہ اپنے اعمال سے نجات پا لیں گے، اُن کے لیے میرے پاس کوئی خوشخبری نہیں—مسیح نے کہا کہ طبیب کی ضرورت تو بیمار کو ہے۔ جو سمجھتے ہیں کہ وہ خود ہی جنت کے مستحق ہیں، وہ ہم گنہگاروں کو چھوڑ دیں کہ ہم اُس تنگ دروازے سے داخل ہوں جسے وہ حقیر جانتے ہیں۔

مگر میں تمہیں یوں رخصت نہیں کر سکتا—اگر تم ننگے، غریب، اور بدحال ہو، تو میں اپنے آقا کے نام سے تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آگ میں کسا ہوا سونا خریدو تاکہ تم امیر بنو، اور سفید پوشاک کہ تمہاری برہنگی چھپ جائے—اور یہ سب تمہیں مفت ملے گا، اگر تم لینا چاہو۔ اپنی خود اعتمادی کے سانپ کو جھاڑ کر آگ میں پھینک دو—اور خالی ہاتھ مسیح کے پاس آؤ، وہ تمہیں سب کچھ عطا کرے گا جو تمہاری جان کو درکار ہے۔

جب تُو مرنے کے وقت پر پہنچے گا، تو تُو پائے گا کہ نیک اعمال کا عقیدہ تجھے سہارا دینے سے عاجز ہے۔ سب سے بہترین آدمیوں نے اپنی زندگی کو اُس آخری منظر سے دیکھ کر ایک بالکل مختلف نگاہ سے دیکھا، جیسا کہ انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ایک نے کہا کہ وہ اپنے سب اعمال—نیک بھی اور بد بھی—سب کو سمیٹ کر سمندر میں پھینک دیتا ہے، تاکہ فقط مصلوب مخلص پر بھروسہ کرے۔

پس اے دوست، اگر تُو اپنی جان کو اپنے اعمال پر خطرہ میں ڈالنے کو تیار ہے، تو میں اپنی جان کو اپنی کسی بھی کی ہوئی بات پر خطرہ میں ڈالنے کو ہرگز تیار نہیں۔ نہیں، میں آزمائش کے وقت سے ڈرنے والا نہیں، نہ ہی آج رات تجھ سے روبرو ہو کر یہ کہنے سے ڈرتا ہوں کہ ”میں تجھ سے اُس بولناک دن ملاقات کروں گا، اور ہم دیکھیں گے کہ کس کا بھروسہ بہتر ہے۔ تُو اپنے اعمال لے لینا اگر چاہے، اور میں اپنے خداوند کو لوں گا؛ تُو اپنے کرنے پر آرام کرنا، لیکن میں اپنے کرنے پر کبھی آرام نہ کروں گا۔“

آہ! تُو اُس پر اچھی طرح آرام کر، اور میں تجھ کو بتاؤں گا کہ جب قادر مطلق کے قہر کے بہنور تیرے گرد ہوں گے، تو کیا ہوگا۔ تیرے نیک اعمال اُن فریب دہندہ جان بچانے کے غباروں کی مانند ہوں گے جن کا ہم نے چند روز پیشتر سنا تھا، اور تُو ڈوب جائے گا۔ لیکن ایسا کبھی نہ ہوا کہ کوئی جان جو مسیح سے لپٹ گئی ہو، ڈوبی ہو۔ یہ ایک بے نظیر امر ہے کہ مسیح نے ”کبھی کسی خطاکار کو ہلاک ہونے دیا ہو، کیونکہ اُس نے فرمایا ہے، “جو میرے پاس آتا ہے اُسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا۔“

اب خواہ تُو راستباز رہا ہو یا شریر، خواہ تُو اپنے آپ کو سراہنے کے قابل سمجھتا ہو یا اپنے آپ پر گریہ کرتا ہو کہ تُو گناہ کی کیچڑ میں ڈوبا ہے—جا، ہاتھ بڑھا اور مسیح کو پکڑ، نظر کو اُس یسوع کی طرف موڑ جو کلوری کی صلیب پر جان دے رہا تھا، —اور اُس کو دیکھ

”مصلوب کی طرف ایک نظر میں زندگی ہے۔“

اس وقت تیرے لیے زندگی موجود ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس کثیر مجمع میں ہر شخص میرے آقا کو دیکھے۔ مسیح میں تم سب کے لیے فضل کافی ہے۔ کوئی گناہگار کبھی اس لیے ہلاک نہ ہوا کہ مسیح میں کمی تھی، نہیں؛ بلکہ اس لیے کہ وہ اُس کے پاس نہ آیا، بلکہ اپنے آپ کو اُس کے لیے حد سے زیادہ نیک سمجھا۔

آ، جیسا تُو ہے—ہاں، جیسا تُو ہے—اور مسیح پر بھروسہ کر، اور پھر دیکھ، تُو نجات پائے گا۔ تُو گناہ کی محبت سے نجات پائے گا، تُو اُس کی قدرت سے نجات پائے گا، تُو ایک نئی اور پاک زندگی کا آغاز کرے گا، تُو اُنندہ نیک اعمال سے معمور ہوگا جو خُدا کے جلال کے لیے کثرت سے ہوں گے، اور ان نیک اعمال کے ساتھ تُو اُس درخت کی مانند ہوگا جو میووں سے لدا ہو، جو خُدا کو مقبول ہے۔ لیکن تیرا جڑ تیرے میوے نہ ہوں گے، بلکہ تیرا جڑ ایک قیمتی مسیح پر سادہ ایمان ہوگا، جس کا میں نے آج رات تیرے سامنے اعلان کیا ہے۔

پس خُدا تجھے برکت دے۔ آمین۔

تفسیر — سی۔ ایچ۔ اسپرجن
رومیوں 9-1:5

آیت 1۔ پس جب ہم ایمان کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرے تو ہمارے خدا کے ساتھ صلح ہے، ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے۔
یہ صلح ہمیں آج ہی حاصل ہے۔ ہم اس کا لطف اُٹھاتے ہیں، اور اس میں شادمان ہیں، ”ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے۔“

آیت 2۔ جس کے وسیلہ سے ہم نے ایمان کے ذریعہ اُس فضل میں رسائی پائی، جس میں ہم قائم ہیں، اور خدا کے جلال کی اُمید پر فخر کرتے ہیں۔
نہ صرف ہمیں صلح ملی، بلکہ ہم خدا کے فضل میں داخل ہوئے اور اس میں قائم ہیں۔ یہ فضل اُس راستبازی کا پھل ہے جو ایمان کے وسیلہ سے ملتی ہے۔ اب ہمیں اپنے باپ کی حضوری میں آنے کا حُریت حاصل ہے، کیونکہ اُس نے مسیح کی خاطر ہمیں معاف کیا۔ اب ہم اُس کے حضور اپنے گھر کی مانند ہیں، اگرچہ کبھی ہم رُوحانی بیٹے کی مانند دور بھٹک گئے تھے۔ اور ہم خدا کے جلال کی اُمید پر فخر کرتے ہیں — اب سلامتی ہے، مگر آگے کمال ہے؛ اب آرام ہے، مگر پھر بھی خدا کی اُمت کے لیے ایک آرام باقی ہے۔

آیات 3-5۔ اور نہ صرف یہ بلکہ ہم مصیبتوں میں بھی فخر کرتے ہیں؛ یہ جان کر کہ مصیبت صبر پیدا کرتی ہے، اور صبر آزمودگی، اور آزمودگی اُمید۔ اور اُمید شرمندہ نہیں کرتی، کیونکہ خدا کی محبت ہمارے دلوں میں روح القدس کے وسیلہ سے ڈالی گئی ہے جو ہمیں بخشا گیا ہے۔

پس یہ دُنیاوی زندگی کے وہ پہلو بھی جو ظاہراً ہمارے لیے نقصان دہ نظر آتے ہیں، درحقیقت ہمارے فائدہ کے لیے کام کرتے ہیں۔ صبر — جو مصیبت کے بغیر کبھی حاصل نہ ہوتا — ہمیں دیا جاتا ہے؛ اور آزمودگی — جو صبر کے بغیر ممکن نہ تھی — ہم پاتے ہیں۔ یہ گہرے سمندروں سے موتیوں کا حاصل کرنا ہے، یہ بھڑکتی بھٹیوں سے خالص خزانے پانا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر، ایک جلالی اُمید دل میں جاگزیں ہوتی ہے، جو کبھی ڈوب نہیں سکتی، کبھی شرمندہ نہیں کرتی، کیونکہ ہم اپنے دلوں میں خدا کی محبت کو ایک خوشبودار عطر کی مانند محسوس کرتے ہیں، جو ہمارے باطن کے ہر گوشہ کو معطر کر دیتی ہے، کیونکہ وہاں روح القدس بستا ہے۔

آیت 6۔ کیونکہ جب ہم اب تک کمزور ہی تھے، تو وقت پر مسیح بے دینوں کے لیے مُوا۔
یہی ہماری حالت تھی — ہمارے اندر کوئی بھلائی نہ تھی، ہم بے دین تھے، اور اپنی حالت بدلنے یا نیک بننے کی کوئی طاقت نہ

رکھتے تھے۔ اصلاح کی قوت جاتی رہی تھی، اور نیا جنم لینے کی قدرت تو کبھی تھی ہی نہیں۔ ہم بالکل بے بس تھے، اور تب مسیح نے ہمارے لیے جان دی — بے دینوں کے لیے جان دی۔

—آیت 7۔ کسی راستباز کے لیے مشکل سے کوئی جان دیتا ہے؛ مگر ممکن ہے کسی نیک دل، فیاض شخص کے لیے

آیات 7-8۔ کوئی جان دینے کی جرات کرے۔ لیکن خدا نے ہم پر اپنی محبت کو اس طرح ظاہر کیا کہ جب ہم اب تک گنہگار ہی تھے، مسیح ہمارے لیے مَوا۔

یہی اُس محبت کا جلال ہے — جب ہم اُس کی بادشاہی کے باغی تھے، اُس نے ہمیں مول لے لیا؛ جب ہم بد اعمالیوں کے سبب اُس سے دُور تھے، اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ ہمارے لیے جان دے اور ہمیں قریب لائے۔ یہ فضل سراسر مفت تھا — ہمارے اندر کسی خوبی کے باعث نہیں، بلکہ خدا کے عظیم دل سے آزادانہ طور پر نکلنے والا۔

آیت 9۔ پس جب کہ ہم اب اُس کے خون کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرے ہیں، تو اُس کے وسیلہ سے غضب سے کہیں زیادہ نجات پائیں گے۔

دلیل صاف ہے — اگر اُس نے ہم سے اُس وقت محبت کی جب ہم گناہ کی موت میں مردہ تھے، تو اب جبکہ اُس نے ہمیں راستباز ٹھہرایا، کیا وہ ہمیں زیادہ نہ رکھے گا اور محفوظ نہ کرے گا؟ کیا اُس کے دشمن چھڑائے گئے، تو اُس کے دوست محفوظ نہ رہیں گے؟ کیا اُس نے اُن سے محبت کی جو دُور تھے، تو کیا وہ اُن سے محبت نہ کرے گا جو قریب لائے گئے ہیں، اور کیا وہ ہمیں آخر تک محبت نہ کرے گا؟